رجسٹرڈ انگلیسیہ نمبر (۱)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ؁
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ؁
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴)

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد ۳ | ۳۱ شہریور ۱۳۵۲ ف | ۵ شعبان ۱۳۶۲ھ | ۷ اگست ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۱۷)

مسولینی کا زوال

فاسطیت پر کاری ضرب

مسولینی کی آمریت کا خاتمہ ایک جابر حکمران کے خطرناک دور کے خاتمہ سے زیادہ وسیع اثر رکھتا ہے۔ یہ پہلی ضرب ہے جو جبر گیریت کے نظریہ کو لگائی گئی ہے۔ جبر گیر حکومت کا نظریہ فاسطیت کی بنیاد تھا جس کا موجد مسولینی تھا۔ ہٹلر کے منظر عام پر آنے تک مسولینی اس نظریہ کا تنہا علمبردار رہا۔ ہٹلر نے اس نظریہ کو ترقی دے کر نازیت کی بنیاد رکھی۔

۱۹۱۹ء میں مسولینی نے فاسطی تحریک شروع کی تھی۔ یہ بات ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ مسولینی نے جو پہلے ایک اشتراکی تھا اشتراکیت سے انحراف کر کے اٹلی میں اس سرمایہ دارانہ نظام کو از سر نو قائم کرنے کی کوشش کی جس کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ اس مقصد کے لئے اس نے اشتراکیت ہی کی اصطلاحات استعمال کیں۔ اس کا پروگرام قوم پرستی پر مبنی تھا مگر اشتمالیت اور پارلیمانی طرز حکومت کے خلاف تھا۔ اس نے اپنے لائحہ عمل کے ذریعہ سرمایہ داری کو پھر زندگی بخشی اور اشتراکیت پر کاری ضرب لگائی۔ اٹلی میں سرمایہ دارانہ نظام کو ایک ایسے نازک موقع پر بچا لیا گیا جبکہ انقلاب کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ مسولینی نے خانگی جائداد کو برقرار رکھا اور زمینداری کشمکش کو ممنوع قرار دینے کے لئے حکومت کا اقتدار استعمال کیا۔ اس نے ٹریڈ یونین کی تحریک اور مزدوروں کی تنظیمات کو خلاف قانون قرار دیا۔

دہشت انگیزی

اٹلی کی تمام سیاسی جماعتیں خلاف قانون قرار دی گئیں۔ اشتمالیوں اور اشتراکیوں پر مظالم ڈھائے گئے اور اقتدار پر مسولینی کا قبضہ ہوتے ہی دہشت انگیزی کا ایک دور شروع ہو گیا۔ فاسطی جماعت ہی اٹلی کی واحد سیاسی جماعت تسلیم کی گئی۔ اس جماعت کے ارکان کو مسولینی سے وفاداری کا حلف لینا پڑا۔ اس آمر کی شخصیت کو فوق البشر بنا کر پیش کیا گیا اور اخبارات میں مسحور کن طریقہ سے اس کا پروپیگنڈا کیا گیا۔

اٹلی کی داخلی تنظیم فاسطی نظام کے مطابق کی گئی اور ملک کے نوجوانوں کو فاسطی طریقہ پر تعلیم دی گئی۔ فوج، بحریہ اور ہوائی طاقت میں وسعت دی گئی اور ان کو سخت ترین نظم و ضبط کا پابند کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسولینی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اٹلی کی ریلیں وقت کی پابند ہو گئیں جو ایک زمانہ میں بے قاعدگی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں۔ ریلوں کو وقت کا پابند کرنے کے لئے عوام کو جو قیمت ادا کرنی پڑی وہ ان کی آزادی تھی۔ اس کے بعد انہیں اپنی جانیں بھی نذر کرنی پڑیں کیونکہ اس جبر گیر حکومت نے جنگ پسندانہ اقدام شروع کر دیا۔

ابتدا ہی سے مسولینی نے عوام کے جذبات سے کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے عوام کے ذہنوں میں سلطنت روما کی یاد تازہ کر دی۔ ماضی کی یاد کو حال کے لائحہ عمل میں منتقل کرنے کا سوال درپیش تھا۔ سلطنت کے تصور اور خواب میں کچھ ایسی طاقت تھی کہ اس کو اٹلی کے لئے ایک سلطنت حاصل کرنے کے لئے میدان عمل میں اترنا پڑا۔ لاکھوں جانوں کی قربانی کے بعد اس نے حبش میں ایک سلطنت قائم کر دی جس وقت لوگ روٹی اور ... اس نے شان و شوکت

ان کو مفتوح کیا۔ نتیجے کے طور پر بیروزگاروں کے مظاہروں کا رخ پھیر دیا۔

ہٹلر سے پہلی ملاقات

ابتدا میں مسولینی ہٹلر کا کچھ زیادہ مداح نہیں تھا۔ جب سے ۱۹۳۴ء میں ہٹلر سے اس نے بمقام وینس ملاقات کی بیان کیا جاتا ہے کہ مسولینی نے ہٹلر کو ... زبان سے تعبیر کیا تھا۔ اسی سال ماہ جولائی میں جب نازی آسٹریا پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے مسولینی نے اطالوی فوج کو آسٹریا کی سرحد پر ہٹلر کے بالمقابل جمع کر دیا تھا اور ہٹلر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

بہرحال حبش کی فتح کے بعد مسولینی انگلستان اور فرانس کے اتحاد سے دور ہو گیا اور ہٹلر سے قریب تر ہو گیا۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں جنرل فرانکو کو مدد دینے میں اس نے ہٹلر سے اشتراک عمل کیا۔ جمہوریت سے اس کی مخالفت اور اشتمالیت سے اس کا تنفر اور اس احساس نے کہ ہٹلر بین الاقوامی فاسطیت کا مسلمہ لیڈر بن گیا ہے اس کو ہٹلر کا وفادار بنا دیا۔ ان دونوں کا مسلک اگرچہ ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف تھا مثلاً یہودیوں کی مخالفت مسولینی کے ابتدائی پروگرام میں شامل نہیں تھی لیکن ہٹلر کے کہنے پر اس نے ۱۹۳۸ء میں اس کو اپنے پروگرام کا جزو بنا لیا اور فاسطیت اور نازیت کی بنیادی یکسانیت بالآخر برلن روما محور کو وجود میں لانے کی باعث ہوئی۔

اب مسولینی ختم ہو چکا ہے۔ یہ دراصل اس رجعت پسند مسلک کا زوال ہے جس کا مسولینی علمبردار تھا۔ اب ہٹلر کی باری ہے۔ سب سے پہلے فاسطیت منظر عام پر آئی اور سب سے پہلے اسی کو پس منظر میں جانا پڑا۔ نازیت کا بھی یہی حشر ہوگا۔

اٹلی کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مبصر لکھتا ہے کہ مسولینی کا آخر اس روز سے زوال ہونے لگا جبکہ سینر گرینڈی ۱۰ اپریل کو فاسطی جماعت کا معتمد مقرر ہوا۔ اس وقت سے مسولینی پبلک کی نظروں سے ہٹنے لگا تھا۔ مسولینی کا نام آخری بار ایک ... اس وقت لیا گیا تھا جبکہ شمالی اطالیہ میں مسولینی اور ہٹلر کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ امریکی ہوا بازوں نے ...

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۲) پر

مملکت ہفتہ وار
جلد ۳ | ۳۱ ؍ شہریور ۱۳۵۵ ف | نمبر ۱۷

تاجران پارچہ کو انتباہ

سوتی پارچہ اور سوت کی نگرانی کے سلسلہ میں حکومت سرکار عالی نے جو احکام جاری کئے ہیں اُن کا فوری اثر یہ ہونا چاہیئے تھا کہ کپڑے کی قیمتوں میں معتدبہ کمی عمل میں آجاتی لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ پارچہ فروش قیمتوں میں محض تخفیف کا اظہار کر رہے ہیں اور کوئی حقیقی تخفیف نہیں کی جا رہی ہے۔ عام خریدار اس وجہ سے کہ قیمتوں میں اتفاقی تخفیف ہو چکی ہے اور واجبی دام لئے جا رہے ہیں کپڑا خریدنے پر مائل نظر آتے ہیں لیکن خریداروں کی کثرت ہنوز کسی قسم کی بیری کو اختیار کر رہی۔

سوتی پارچہ اور سوت کی قیمتوں اور فروخت پر نگرانی رکھنے اور تیار کنندوں، درمیانی اشخاص اور صارفین کو زخارج کرنے سے روکنے کے لئے جو جریدہ غیر معمولی شائع ہوا ہے اُس میں درج ہے کہ۔

(۱) ۲۲ ؍ شہریور ۱۳۵۵ ف کے بعد ہر تیار کرنے والا اپنے بنائے ہوئے پارچہ اور سوت پر کھا تھ بندھنے کی تاریخ کنندہ پارچہ کے بنائے ہوئے طریقہ پر درج کرے گا۔

(۲) ۲۲ ؍ شہریور ۱۳۵۵ ف سے قبل تیار کیا ہوا کوئی پارچہ یا سوت ۳۰ ؍ مہر ۱۳۵۵ ف کے بعد پورے کھا تھ کی شکل میں باندھا ہوا نہ رہے گا اور ایسا تمام پارچہ اور سوت

(۳) ۳۰ ؍ آذر ۱۳۵۵ ف قطعی طور پر بذریعہ خوردہ فروشی فروخت کیا جائے گا۔

(۴) ۳۰ ؍ آذر ۱۳۵۵ ف کے بعد کوئی شخص ایسا پارچہ یا سوت فروخت کے لئے پیش نہ کرے گا جس پر نشان نہ کیا گیا ہو

اس سلسلہ میں ہماری یہ رائے ہے کہ پارچہ فروشوں کے نمائندوں اور صارفین کے نمائندوں کے مابین کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہو جانا چاہیئے۔ اگر شہر کے پارچہ فروش اپنے چند نمائندوں کو انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی مجلس عاملہ سے گفتگو کرنے کے لئے آمادہ اور روانہ کریں تو انجمن مذکور جو صارفین کی ہر طرح نمائندہ ہے پارچہ فروشوں سے کوئی ایسا قابل عمل سمجھوتہ کر سکے گی جس سے تاجران پارچہ کا نقصان بھی نہ ہو اور عام خریداروں کو یہ طمانیت بھی حاصل ہو جائے کہ ان سے اب واجبی دام لئے جائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ عالیہ احکام سے قبل کپڑے کی قیمتوں میں قبل جنگ کے نرخ سے تقریباً چار سو اور پانچ سو فیصد زیادہ کردی گئی تھیں۔ عالیہ احکام کے اعلان کے بعد برائے نام جو کمی بتائی جا رہی ہے اس کے باوجود کپڑے کی قیمتیں قبل جنگ کے نرخ کے مقابلہ میں تین سو فیصد سے زیادہ ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو ظاہر ہے کہ صارفین حسب ضرورت کپڑا خرید نہ سکیں گے اور ۳۰ ؍ آذر ۱۳۵۵ ف کی مقررہ تاریخ تک موجودہ اسٹاک فروخت نہ ہو سکے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ حاکمی تاجران پارچہ کے خلاف مقدمات الگ دائر ہوں گے اور غیر فروخت شدہ اسٹاک بحق سرکار ضبط ہو جائیں گے۔

ہم نہیں چاہتے کہ تاجران پارچہ ان مشکلات میں اُلجھ جائیں اس لئے مناسب یہ ہو گا کہ چند ضروری اور اہم اقسام پارچہ کی حد تک تاجروں کے نمائندوں اور صارفین کے نمائندوں کے مابین قیمتوں کا تعین ہو جائے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ قبل جنگ کی قیمتوں پر زیادہ سے زیادہ (۲۵) فیصد کے اضافہ سے موجودہ قیمتیں متعین کی جائیں۔ دیگر اقسام پارچہ کی حد تک اسی مناسبت سے قیمتوں میں تخفیف عمل میں آسکتی ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو عام خریدار بغیر کسی اندیشے کے کپڑا خریدنا شروع کر دیں گے اور کوئی تعجب نہیں کہ ۳۰ ؍ آذر ۱۳۵۵ ف سے قبل ہی سارے اسٹاک فروخت ہو جائیں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ محض سوتی پارچہ کی حد تک قیمتوں میں تخفیف ناکافی ہے۔ ہندوستان کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے اور گرم کپڑے کی قیمتوں میں بھی تخفیف ضروری ہے تاکہ عوام اپنی جملہ ضروریات کی تکمیل ان تین مہینوں میں کر سکیں۔ ہمیں توقع ہے کہ بڑے تاجران پارچہ جلد سے جلد آپس میں مشورہ کر کے کوئی ایسی صورت نکالیں گے جو صارفین کے لئے باعث سہولت ہو اور تاجروں کے لئے بھی باعث نقصان نہ ہو۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ پارچہ فروشی میں زائد نفع اندوزی نہ ہو اور صارفین سے واجبی دام لئے جائیں۔ اگر یہ منشا کسی باہمی سمجھوتے کے بغیر پورا ہو سکتا ہے تو بہت اچھا ہے لیکن سمجھوتہ سے یہ فائدہ ہو گا کہ صارفین کا موجودہ تذبذب رفع ہو جائے گا اور اُنہیں یک گونہ طمانیت حاصل ہو جائے گی۔

بلدیہ کا خلفشار

بلدیہ کے مالیاتی نظم و نسق سے متعلق تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر فرمائی ہے ہم اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں اس لئے کہ ہماری رائے میں حکومت سرکار عالی سے مجلس بلدیہ کی بعض ایسی شکایتیں ہیں جو بالکل جائز ہیں اور جن کی تا حال نہ کوئی تحقیق کی گئی اور نہ یکسوئی ہو سکی۔ تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر سے یہ توقع پیدا ہو گئی ہے کہ مجلس بلدیہ کی شکایات کی تحقیق اور یکسوئی ہو سکے گی۔ مجلس بلدیہ کا یہ خیال کہ حکومت کو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے کا اختیار نہیں تھا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اگر قانون بلدیہ کی رو سے حکومت ایسی کمیٹی مقرر کرنے کی مجاز نہیں ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ بارگاہ خسروی سے تحقیقات کی اجازت حاصل کر لی جائے۔ لیکن کمیٹی کا تقرر ہر اعتبار سے ضروری ہے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ مجلس بلدیہ کی جائز شکایات بھی لیت و لعل میں پڑتی رہیں گی۔

یہاں ہم ان شکایات کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں جو ہماری رائے میں توجہ کی مستحق ہیں۔

(۱) ۱۳۵۳ ف میں مجلس بلدیہ نے چوپایوں اور گاڑیوں کی شرح ٹیکس میں اضافہ کی تحریک پیش کی تھی جس کو حکومت نے منظور نہیں کیا۔ اگر یہ تجویز منظور کی جاتی تو بلدیہ کے مالیات میں ایک لاکھ بہتر ہزار کا اضافہ ہو سکتا۔

(۲) ۱۳۵۳ ف میں بلدیہ نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ ان مکانات جن کا کرایہ پچاس روپے سے زائد ہو ۲ ½ فیصد اضافہ ٹیکس منظور فرمایا جائے۔ اگر یہ تحریک بھی بر وقت منظور ہو جاتی تو اس مد سے بھی بلدیہ کو گزشتہ دو سالوں میں (۱ ½) لاکھ کی آمدنی ہو سکتی۔

(۳) درکشا پر ٹیکس عاید کرنے سے متعلق مجلس کی تحریک کا بھی یہی حشر ہوا

(۴) سرکاری آبکاری کے ٹیکس کی بابت صیغہ ٹیکس کو ایک کثیر رقم بقایا وصول شدنی ہے حالانکہ فرمان مبارک کی رو سے بلدیہ کو اپنے ٹیکس وصول کرنے کا پورا اختیار دیا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان مشکلات کی وجہ سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے مجلس بلدیہ اپنے موازنہ پر پورا قابو حاصل نہ کر سکی۔ مجلس بلدیہ نے متعدد بار حکومت کی خدمت میں یاد دہانی کی لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ یالآخر مجلس کے ایک وفد نے صدر المہام بہادر تعمیرات کے پاس حاضر ہو کر ایک یادداشت پیش کی لیکن اس پر بھی کوئی توجہ نہیں فرمائی گئی۔

ان حالات میں ہم سمجھتے ہیں کہ مجلس بلدیہ کو تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا خیر مقدم کرنا اور اس کی تحقیقات میں کامل تعاون کرنا چاہئے تاکہ بلدیہ کے مالیاتی اور دیگر انتظامی مسائل سے متعلق ایسی تجاویز روبہ عمل لائی جاسکیں جو گزشتہ غلطیوں کے اعادہ کو ناممکن بنادے۔ تحقیقاتی کمیٹی میں جو ارکان منتخب ہوئے ہیں وہ ہر لحاظ سے صحیح انتخاب کی تعریف میں داخل ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ مجلس بلدیہ تعاون کی راہ اختیار کرے گی۔

سیاسی نظربندوں کی رہائی

گزشتہ ہفتہ بعض مقامی پبلک کارکنوں نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ حکومت سے یہ درخواست کی ہے کہ گزشتہ اگست کے سیاسی نظربندوں کو رہا فرمادیا جائے۔ اس بیان میں یہ بتایا گیا ہے کہ :-

حکومت سرکار عالی نے چند ماہ قبل چند قیدیان اسیران سیاسی کو رہا کردیا تھا جو گزشتہ سال اگست اور اس کے بعد کے ہیجوں میں گرفتار اور نظربند کئے گئے تھے اور اس وقت یہ توقع کی جارہی تھی کہ باقی دیگر اسیران سیاسی کو بھی رہا کردیا جائے گا۔

ہم اس درخواست کی پوری تائید کرتے ہیں۔ حیدرآباد میں جو گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں ان کا مقصد یہی ہوسکتا تھا کہ کانگریس کی ہمدردی میں مقامی افراد کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جو حکومت ہند کی اس وقت کی پریشانیوں میں اضافہ کا باعث ہو۔ دوسرے الفاظ میں ان گرفتاریوں کا مقصد حفظ ما تقدم تھا۔ اب جبکہ خود برطانوی ہند میں کانگریس تحریک ختم ہوچکی ہے اور ہندوستان کے اکثر صوبوں اور ریاستوں میں چند ماہ سے سیاسی نظربندوں کو رہا کیا جارہا ہے اور خود حیدرآباد میں بھی چند ماہ قبل اکثر سیاسی نظربند رہا کئے گئے ہیں تو بقیہ نظربندوں کو رہا نہ کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ہمیں توقع ہے کہ حکومت سرکار عالی اس مسئلہ پر ہمدردانہ توجہ مبذول فرمائے گی۔

مذکورہ بالا اخباری بیان میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حکم رہائی کے نتیجہ کے طور پر ملک کی سیاسی فضا بہتر ہوجائے گی۔ اس خصوص میں ہم اس درجہ خوش عقیدہ نہیں واقع ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ملک کی عام فضا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی لیکن اس کے باوجود حکم رہائی ایک صحیح اقدام ہوگا۔

زراعتی مدارس کی ضرورت

انجمن طیلسانین عثمانیہ کی قرارداد

حیدرآباد ۲۰ شہریور۔ انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ کی کابینہ نے محکمہ تعلیم رعایا کو اپنی ایک قرارداد کے ذریعہ توجہ دلائی ہے کہ زراعتی مدارس کی ضرورت روز بروز شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ مملکت آصفیہ جیسے وسیع زراعتی ملک میں ایک بھی زراعتی مدرسہ کا موجود نہ ہونا ایک ایسی کمی ہے کہ اس کی تلافی جلد از جلد ضروری اور لازمی ہے۔ سررشتہ زراعت سے متعلق بھی قرارداد میں بیان کیا گیا ہے کہ سررشتہ زراعت کی کوشش اصلاح و ترقی اسی وقت بار آور ہوسکتی ہے جبکہ ملک کے طول و عرض میں زراعتی تعلیم کا ایک وسیع اور مناسب سلسلہ موجود ہو۔ موجودہ غیر معمولی حالات میں جبکہ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم بڑی سرگرمی سے عمل میں لائی جارہی ہے مدارس زراعتی کے قیام کو اس مہم کا ایک جز بنایا جاسکتا ہے۔

قرارداد میں مزید بیان کیا گیا ہے کہ "جامعہ عثمانیہ اور سررشتہ تعلیمات کے تعاون سے جس طرح مختلف مدارس فوقانیہ میں بائی کلچر تک سالانہ انٹرمیڈیٹ کالجوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اسی طرح یہ بالکل ممکن ہے کہ سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت اور سررشتہ زراعت کے باہمی تعاون سے سررشتہ زراعت کے ساتھ مدارس زراعتی کا بھی قیام عمل میں اس کے امید ہے کہ اس پہلو پر کافی غور فرمایا جائے گا۔ (یونائیٹڈ)

روم۔ اس نشر کی تردید کا جواب دیتے ہوئے اتحادی ہیڈکوارٹر کا اعلانیہ مظہر ہے کہ انہیں قطعی اطلاع ملی ہے کہ کریٹ میں کم از کم ایک اطالوی ڈویژن کو جرمنوں نے غیر مسلح کردیا جرمن اطالوی دستوں کو اس امر کی دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر انھوں نے بغاوت کا خیال کیا یا اپنے گھروں میں ہونے کا رجحان ظاہر کیا تو انہیں گولی مار دی جائے گی۔

روم ریڈیو نے اعلان کیا کہ روم کے ضلع میں ایک عام کرفیو آرڈر جاری کردیا گیا جو ۱۰ بجے ساعت شب سے صبح تک رہے گا عوام کو اپنے مکانات ہی میں رہنے کی ہدایت کی گئی ہے وہ ہوائی حملہ کی صورت میں پناہ کے لئے باہر نکل سکتے ہیں۔

(رائٹر)

اطالیہ کا سیاسی بحران

نیویارک۔ ۳۰ اگست۔ نیویارک سے آج شب اطلاعیں ہیں کہ جو مشرقی وسطی اور برطانیہ کا معائنہ کرنے کے بعد واپس آئے ہیں۔ کل اپنی امید کا اظہار کیا کہ اطالیہ اتحادیوں کی شرائط غیر مشروط اطاعت قبول کرے گا۔ لندن کے سرکاری حلقوں میں اس امر کا خواہ تو قعات ظاہر کی جارہی ہیں کہ بدوگلیو کی حکومت نے عارضی صلح کے لئے متبادل تجاویز پیش کی ہیں حکومتی حلقے اس قسم کی کسی بھی تجاویز سے متعلق علم نہیں رکھتے اور اس پر زور دیا گیا ہے کہ یہ افواہیں ایسی ہیں جو بہت ممکن ہے کہ اطالویوں نے اڑائی ہوں۔

اسٹاکہوم کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جرمن شہری میلان کا تخلیہ کر رہے ہیں جو اتحادیوں کی اس تنبیہ کا نتیجہ ہے جو انھوں نے شدید بمباری کے سلسلہ میں دی تھی گزشتہ شنبہ کے دن سے اب تک میلان ٹیورن اور شمالی اطالیہ کے دیگر شہروں سے تقریباً (۳) لاکھ عوام نے تخلیہ کردیا۔ ان علاقوں سے متعلق کہا گیا ہے کہ جرمن فوجی پوزیشنوں پر مکمل قبضہ رکھتے ہیں۔

ریڈیو نے اعلان کیا تھا کہ فرانس اور یونان میں اطالوی سپاہیوں کو غیر مسلح کردیا گیا ہے۔

حیدرآباد کے مشہور کتب خانے

کتب خانہ دیوانی و مال

نایاب مخطوطات کے لحاظ سے اس کتب خانہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جدید طرز کے مطابق مخطوطات و مطبوعات کی ترتیب کرنے کے لئے چھ سال پہلے کتب خانہ کی تنظیم جدید عمل میں آئی۔ اس عرصہ میں مخطوطات اور مطبوعات کا جو ذخیرہ جمع کیا گیا ہے وہ قابل قدر ہے۔ کتابوں کے انتخاب میں کتب خانہ کا مقصد یہی رہا کہ ہماری تہذیب و تمدن کے تاریخی کارناموں اور ادبی شاہکاروں کو جمع کیا جائے۔ اور ایسی ہی کتابیں حاصل کی گئیں، جو تاریخی موضوعوں پر مستند اور مسلم ہیں۔ نوعیت کے لحاظ سے یہ کتابیں پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔

۱۔ وہ کتابیں جو تاریخ دکن اور تاریخ ہند سے تعلق رکھتی ہیں۔

۲۔ حوالہ کی کتابیں۔

۳۔ ایسی کتابیں جو قدیم کاغذات، کتابوں کی اصلاح درستگی اور تہذیب و ترتیب کے فن سے متعلق ہیں۔

۴۔ قوانین و ضوابط سرکار آصفیہ

۵۔ مطبوعات سرکار عالی

تاریخی موضوعوں میں سوانح اور تذکروں کے علاوہ ناموں نیز انشاء و مکاتیب اور بعض ادب و شعر کی کتابوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ تاریخی مواد کی ترتیب میں ان موضوعوں نے بیشتر حصہ لیا ہے۔ کتب خانہ میں تاریخ ہندوستان و دکن سے متعلق زیادہ کتابیں ہیں اور وسط ایشیا اور ایران کی تاریخیں بھی موجود ہیں کیونکہ ہندوستان کی تاریخ ان ملکوں سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ مطبوعات سرکار عالی میں قدیم و جدید مطبوعات کا ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے جس میں "حیدرآباد افیسرس" کا مکمل سٹ بھی شامل ہے۔

کتب خانہ میں مخطوطات کی جو تعداد (۴۴۴) ہے۔ ان کی زبان وار تقسیم حسب ذیل ہے۔

فارسی	۴۰۱
ہندوستانی	۳۰
عربی	۱۳

ان مخطوطات کی فنی تقسیم درج ذیل ہے۔

تاریخ	۱۵۲
تذکرہ	۲۰
سوانح	۱۵
جغرافیہ	۱۰
سفرنامہ	۴
ادبیات (نظم)	۱۲
ادبیات (نثر)	۲۲
انشاء و مکاتیب	۱۰۹
لغت	۱۰
متفرق مثل قانون وغیرہ	۹۰

مخطوطات میں ایسے ہی نسخے جمع کئے گئے ہیں جو مستند اور ابھی تک چھپے نہیں ہیں، اور خود مولف نے کتاب کی تبییض اور تصحیح کی ہے یا ان پر مشاہیر کے دستخط ہیں۔

تاریخی مخطوطات میں ماقبل اسلام زمانہ سے وسط ایشیا، ایران، افغانستان، سندھ، ہندوستان اور دکن سے متعلق متعدد نسخے جمع کئے گئے ہیں۔ تذکروں میں اہل بیت، مشہور شاعروں، بادشاہوں، وزیروں اور مشائخ کے تذکرے شریک ہیں۔ سوانح، فرمانروایان ہندوستان شاہان مغلیہ، شاہان دکن اور مشاہیر دکن پر مشتمل ہیں۔ کتب خانہ میں انشا و مکاتیب کے تحت بھی بہت اہم مخطوطات جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں شاہان آصفی، شاہان مغلیہ، شاہان بہمنی اور شاہان گولکنڈہ کے خطوط کے علاوہ مشائخ کے بھی نایاب مکاتیب ہیں۔

چند مخطوطات کے نام جو تاریخی اور ادبی اہمیت رکھتے ہیں ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ انفع الاخبار از امین الحسینی ۱۰۳۲ھ دور مغلیہ کی تاریخ

۲۔ تاج المآثر از نظام الدین ۶۰۲ھ عہد قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کی تاریخ۔

۳۔ نورس از ابراہیم عادل شاہ ۹۹۰ تا ۱۰۱۵ھ دیوان۔ اس پر ابراہیم کے دستخط موجود ہیں اور اس کا کاتب شاہی خوشنویس ہے

۴۔ کلیات شاہی، کلیات علی عادل شاہ ۱۰۶۷ھ

۵۔ قصر والاجاہی۔ سید محمد حسین تمنا ۱۲۵۰ھ تاریخ کرناٹک در زمانہ خاندان انوری۔

۶۔ تاریخ سلطان محمد قطب شاہ نامعلوم ۱۰۴۲ھ

۷۔ مآثر نظامی۔ لالہ منسارام ۱۲۰۰ھ حالات حضرت آصفجاہ اوّل

۸۔ سفینۃ الاولیاء، شہزادہ دارا شکوہ ۱۰۴۹ھ تذکرہ مشائخ طریقت۔

۹۔ فتح المجاہدین، زین العابدین موسوی ۱۱۹۰ھ قواعد سپاہ آرائی و فوج کشی۔ اس پر حضرت ٹیپو سلطان کے دستخط ہیں اور سلطان شہید نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اپنے قلم سے تحریر کیا ہے

کتب خانہ کو جدید ترین طرز پر مرتب کیا جا رہا ہے اور ہر کتاب کے تین کارڈ تیار کئے گئے ہیں۔ ایک مولف کے نام کا، دوسرا کتاب کے نام کا اور تیسرا موضوع سے متعلق۔ ان کارڈوں کی تکمیل سے کتابوں کی حسب ذیل تین فہرستیں تیار کی گئی ہیں۔

۱۔ فہرست اسماء کتب

۲۔ فہرست اسماء مولفین

۳۔ فہرست مضامین کتب

مخطوطات کی بھی ایک مکمل فہرست تیار کرلی گئی ہے جس میں ہر مخطوطے سے متعلق مختصر تشریحی نوٹ بھی درج ہے جس سے مصنف، زمانہ، کتاب کی نوعیت اور اہمیت اور موضوع پر روشنی پڑتی ہے۔ کتب خانہ میں سرکار عالی کے تمام محکموں کی رپورٹیں، موازنہ جات اور حکومتی اعلامیے بھی ہیں۔ موازنہ جات کا قدیم ترین نسخہ سنہ ۱۳۰۰ف کا ہے اور سنہ ۱۲۹۵ف سے عہدہ داروں کی ایک فہرست بھی ہے۔ شعبہ مشرقی میں عربی فارسی اردو اور مرہٹی کی کتابیں ہیں اور شعبہ مغربی میں انگریزی کی جن میں بعض نایاب ہیں۔

سسلی میں کٹانیا فتح ہوگیا

اتحادی فوجیں اڈرنو سے اور قریب ہوگئیں

لندن ۶ اگست۔ الجزائر سے اتحادی قوم کی لشکرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ کٹانیا پر قبضہ ہوگیا ہے۔

ایک خصوصی اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ آٹھویں فوج نے آج صبح آٹھ بجے کٹانیا پر قبضہ کرلیا

برطانوی اور کنیڈائی فوجیں جو مغرب اور جنوب مغرب سے بڑھ رہی تھیں اب اڈرنو سے اور نزدیک ہوگئی ہیں۔ یہ شہر کٹانیا اور میسینا کے درمیان جرمن مواصلات کا ایک اہم مرکز ہے۔ اتحادیوں کی اس پیشقدمی سے اس بات کا امکان پیدا ہوگیا ہے کہ کٹانیا میں جرمن سپاہ محصور ہوجائے۔ دشمن اس محاصرہ سے بچنے کے لئے جگر توڑ لڑائی لڑ رہا ہے۔ کٹانیا سے شمال مغرب کوٹ تک ساحل کے ساتھ جو محاذ چلا گیا ہے اس پر قلعہ سے زیادہ دور تک نہیں ہوئی جنگ ہو رہی ہے۔ پچھلے ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ عرصہ میں مشکل کر پہلی بار جرمنوں نے دبابے استعمال کئے اور ان سے آٹھویں فوج کے بائیں بازو پر جوابی حملے کئے گئے۔ یہ تمام حملے پسپا کردئے گئے اور بہت سے دبابے برباد کردئے گئے۔ اس منطقہ میں برطانوی اور کنیڈائی سپاہ نے جرمنوں کو اپنا بہت سا سامان اور بہت سی لاشیں چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کردیا ہے۔

اتحادی محاذ کے وسط میں کنیڈائی سپاہ دشمن کے محاذ جنگ میں دور تک گھس گئی ہے۔ اس جگہ بھاری [illegible] بوڑوں کے ساتھ پہاڑی علاقہ میں دشمن کو [illegible] کوہ اٹنا کے حلقہ کے شمال اور جنوب کو جاتی ہیں۔ شمال میں امریکیوں نے کرونیا فتح کرنے کے بعد مشرق کی طرف ساحلی سڑک پر مزید ترقی کی ہے۔

ادیبوں کی لڑائی

(از جناب شوکت تھانوی)

مجھ کو بہت سی لڑائیوں کا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ بہت سی لڑائیاں دیکھی ہیں۔ بہت سی پڑھی ہیں۔ اور بہت سی سنی ہیں۔ اور اس فن کے متعلق اس رائے پر پہنچا ہوں کہ لڑائی خواہ کسی قسم کی ہو اگر وہ ادب کی حدود تک پہنچ گئی ہے۔ تو وہ میرے نزدیک لڑائی کی تعریف میں نہیں آتی۔ لڑائی کا اصل جوہر بے ادبی ہے۔ اگر فریقین ایک دوسرے سے تکلف بھی نہیں برتیں کہ آپ جیسے بے ادب اور گستاخ ... سکیں تو ان کی لڑائی مشتبہ ہے۔ وہ ان کو لڑنے کا کوئی حق پہنچتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ادب اور تہذیب کا لحاظ رکھ کر آج تک جتنی لڑائیاں لڑی گئی ہیں وہ اپنے نتیجے کے لحاظ سے ایک قسم کی بے نتیجہ ثابت ہوئی ہیں۔ اور میں نے تو اس قسم کی لڑائی کو جس میں بے ادبی اور گستاخی سے کترا کترا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ ہمیشہ ایک قسم کا نہایت خیال سمجھا ہے۔ لڑائی کا تو کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہوا۔ البتہ اگر کسی لڑائی میں خلوص دل کے ساتھ کچھ ناگفتہ بہ الفاظ ادھر اور کچھ شرر بار و آتش فشاں مگر ساتھ ہی ساتھ غیر مہذب الفاظ ادھر سے حرکت کرتے ناچ ناچ کر۔ اداکاری اور عیاری کی درمیانی کیفیت کے ساتھ ادا ہوتے ہوئے سنے ہیں تو دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ ضرور کئے ضروری پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔ بائیسکل سے اتر پڑے ہیں۔ تانگے کو رکوا دیا ہے۔ اور گھنٹوں اس قسم کی لڑائی سے لطف حاصل کر کے کم سے کم دل کو یہ اطمینان دلا دیا ہے کہ اس گئی گزری حالت میں بھی لڑائی کی صحیح اسپرٹ موجود ہے۔ اور یہ فن ہمارے بزرگوں کے دوسرے فنون کی طرح کم سے کم بالکل ہی ختم نہیں ہوا ہے۔ البتہ اس کی علامتیں اور تباہی کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ جس طرح تمام دوسرے فن نااہلوں اور ناجنسوں کے ہاتھ پہنچ کر موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ اسی طرح اس لڑائی کے فن کا نظر آ رہا ہے۔

غضب خدا کا ادیبوں نے یہ شغل شروع کر دیا ہے۔ ادب ایک دوسرا فن ہے لڑائی کچھ اور چیز ہے۔ بالکل ایسی ہی بات ہوئی کہ جیسے دو مرغ آپس میں لڑنا چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا اپنا کلام سنانا شروع کر دیں۔ آپ نہیں سوچتے کہ کیا ہوئی مرغ کو کلام سے کیا نسبت! تو میں یہ عرض کروں گا کہ ادیب کو لڑنے سے کیا سروکار۔ لیکن ادیب لڑتے ہیں بڑی بڑی معرکہ کی لڑائیاں لڑ چکے ہیں۔ اور یہ ادبی لڑائیاں برابر ہوتی ہی رہتی ہیں۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں ادیبوں کی لڑائی میں عام طور پر صرف ایک ہی چیز کار فرما نظر آتی ہے۔ یعنی اپنا نام اور دوسرے کی ٹوپی اچھالنے کا جذبہ ہے۔ یہ آپ کو اختیار ہے کہ اسی الجھتے جذبے کو آپ بہت سے ماتحت جذبوں میں تقسیم کر دیں۔ مثلاً دوسرے کی غیر معمولی مقبولیت اور اپنے بجھتے ہوئے چراغ پر کسی ادیب کو اگر غصہ آ جاتا ہے تو وہ لڑ بیٹھتا ہے۔ اس لڑائی کو عام طور پر تنقید سے شروع کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ تنقید محض بہانہ ہوتی ہے لہذا تنقید تو برائے نام رہ جاتی ہے۔ تو تو میں میں البتہ زیادہ ہوتی ہے مثلاً فرض کر لیجئے کہ کوئی بیچارہ شاعر ایسا ہے جو شاعری ذوق کے لئے اور کپڑے کی دکان پیٹ کے لئے کرتا ہے۔ اب اس پر حسن صاحب کو غصہ آئے گا وہ کچھ اس طرح کی تنقید فرما دیں گے "کہ جناب کے کلام میں ململ کی سی نرمی، تنزل کی سی نفاست، اور کمخواب کی سی دل آویزی تو بظاہر بہت ہے مگر عروض سے آپ کا شاید کوئی سروکار نہیں۔ مصرعے بھی غالباً گز ہی سے ناپتے ہیں اور گرہ وہ گرہ تھی جس کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔"

یہ تو ہوئی تنقید۔ اب جواب تنقید میں سب سے پہلے جواب دینے والے صاحب کو یہ فکر ہوگی کہ تنقید نگار کا پیشہ کیا ہے۔ فرض کر لیجئے کہ معلوم ہوا کہ حسن صاحب نے تنقید کی ہے وہ گھوڑوں کی تجارت کرتے ہیں۔ لہذا جواب تنقید اس طرح شروع ہوگا "جناب کا عالم تو یہ ہے کہ اڑیل ٹٹو کی طرح ایک جگہ اڑ کر رہ گئے ہیں۔ آنکھوں پر اندھیری بندھی ہوئی ہے۔ پرانے شہسواروں نے جو راستہ بتایا تھا اسی پر کبھی کبھی دلکی کی مشق ہو جاتی ہے۔ اور کبھی سرپٹ بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر واقع ہوئے ہیں کچھ ایسے بے لگام کہ اکثر اپنے سائے سے بھی بھڑک اٹھتے ہیں۔"

تنقید اور جواب تنقید دونوں کے نمونے آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اس میں نہ اعتراض کا پتہ چلتا ہے کہ کوئی فنی بحث ہے۔ البتہ چوٹیں ضرور ہیں۔ اور تو تو میں میں کا انداز غالب ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فنی بات تو خیر کوئی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ رہ گئی خالص لڑائی وہ بھی پھکڑپن ہی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ یعنی نہ ادب رہے نہ ادبی۔ بلکہ پیچ پر بیٹھے تو کیا ... سادہ لوح شخصوں سے معلوم ہوتا ہے۔ گویا ارادہ تھا اپنا نام اور دوسرے کی ٹوپی اچھالنے کا۔ مگر الجھ کر رہ گئی دونوں کی ٹوپی اور نام بدنام ہوا ادب اور لڑائی دونوں کا۔

ادیبوں کی لڑائی سے ایک فائدہ پہنچنے کی ہر ایک کو امید ہوتی ہے۔ کہ اسی بہانے سے بہت سی ادبی پیچیدگیاں حل ہو جائیں گی۔ بہت سے ادبی راز سامنے آ جائیں گے۔ اور بہت سی ایسی باتیں بے نقاب ہو جائیں گی۔ جو ان ہی ادیبوں کے ذریعے سے آ سکتی ہیں پیچیدہ ہوتی رہتی ہیں۔ مگر یہ امید بہت ہی کم پوری ہوتی ہے۔ اور اس لڑائی کا تماشہ دیکھنے والے نتیجہ پر پہنچ کر کچھ مایوس ہی نظر آئے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی کچھ پلے پڑتا ہے جب پڑتی ہے کہ "جنگ برائے ادب" ہو۔ گو عموماً ادب کو اکھاڑہ اور ادیب کو پہلوان کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ لہذا یہ لڑائی بھی ملوا دنگل کی حیثیت سے ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس دنگل کی حیثیت سے جس میں دو مرزائی پہلوانوں نے تھوڑی دیر کشتی لڑی ہو۔ اور پھر دونوں بے ہوش ہو گئے ہوں۔

مشاعرہ بازی کے سلسلہ میں اس قسم کی لڑائیوں کے عجیب عجیب نمونے نظر سے گزرے ہیں۔ رسالوں اور اخبارات کی ادبی لڑائیاں تو پھر بھی سنسان ہو جاتی ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں۔ مگر مشاعروں کی لڑائیاں تو بس دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان رنجشوں کا لطف دیکھنے والے کو اسی وقت آ سکتا ہے جب وہ شعرائے کرام کی اندرونی سیاست سے کچھ نہ کچھ واقف ہو۔ ایک ہی مشاعرہ میں مختلف اکھاڑے نظر آتے ہیں۔ ہر استاد کا ایک اکھاڑہ موجود ہے بڑی بڑی دو غزلیں جیب میں لئے اکیلے اکیلے بیٹھا صف شعرا میں نظر آ رہا ہے۔ ہر اکھاڑے کے ہوا خواہ اور داد کا شور مچانے والے بھی الگ ہیں۔ اگر دو استادوں کے باہمی تعلقات اچھے نہیں ہیں اور آپس میں چوٹیں چل رہی ہیں تو پھر اس مشاعرے میں مزہ ہی آ جائے گا۔ دونوں استادوں نے اپنے اپنے شاگردوں کو ایسی ایسی غزلیں کہہ کر دی ہوں گی کہ گویا یہ صاحبزادگان آج جنگیں لڑا دیں گے قتل عام کر دیں گے۔ یا مشاعرے کی خاص اصطلاح میں دھوبی پاٹ کر دیں گے۔ ان استادوں کے چہرے پر ایک دوسرے کے لئے تبسم بھی ہوگا۔ اخلاق بھی اور پوری شائستگی بھی مگر دلوں میں صرف یہ جذبہ کہ آج اس کو بھری محفل میں ایسا رسوا کر دو کہ پھر منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

مشاعرہ شروع ہوا۔ شمع گردش میں آئی جوں جوں استادوں سے زیادہ ان کے شاگردوں کے تیور کڑے ہو گئے۔ ایک دوسرے کو دیکھا، بیٹھے جاتے ہیں، رہ رہ جاتے ہیں۔ ہوا خواہ ہیں کہ حلق پھاڑ پھاڑ کر داد دے رہے ہیں۔ شعر کیسا ہی ذلیل کیوں نہ ہو مگر داد میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی اسی طرح فریق مخالف اچھے سے اچھے شعر پر ہم کیا مجال ہے کہ ٹس سے مس ہو جائے۔ یہاں تک کہ کسی خاص قافیہ پر مشاعرہ گرم ہو گیا۔ اور اسی قافیہ پر زور آزمائیاں شروع ہو گئیں۔ اب استاد بھی مقابلہ پر ڈٹ گئے۔ آپ شاگرد کی غزل پر اپنے حریف کو مخاطب کرتے ہیں "جناب یہ قافیہ ملاحظہ فرمائیے۔ اس بچے نے کیسا قافیہ کہا ہے۔ ہاں میاں مکرر پڑھو۔"

شاگرد نے ایک کے شعر پڑھا مگر اتفاق سے کچھ غلط پڑھ گیا۔ مخالف صف میں کچھ سرگوشیاں اور ہنسی باقاعدہ کچھ بھی شروع ہو گئی۔ اور ہر استاد ہیں کہ شاگرد و ضبط کر کے ... رہے ہیں کہ پھر پڑھو۔ مگر گھور گھور کر کھائے جاتے ہیں کہ ... اپنی زندگی بھر یاد کرے فریق مخالف کی ...

(باقی صفحہ ... پر)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ایک صاحب آرام کرسی پر لیٹے ہوئے گنگنا رہے تھے۔
سیکرٹری جیتیں میر مجلس چناں

ان کے ایک دوست نے پوچھا کہ جانی قصہ کیا ہے تو جواب ملا "اخبارات میں میں نے پڑھا ہے کہ مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر مجلس قیام امن کے معتمد منتخب ہوئے ہیں۔"

حیدرآباد کے صدر المہام تعمیرات کی مدت ملازمت میں توسیع۔ (شمالی ہند کے ایک اخبار کی سرخی)

اس سرخی کو دیکھ کر انفلوئنزا سے آتے ہوئے دو طالب علموں نے جو گفتگو کی وہ درج ذیل ہے۔

پہلا طالب علم ——— یہ شمالی ہند کے اخبارات حیدرآباد سے متعلق کیسی غلط خبریں شائع کرتے ہیں

دوسرا طالب علم ——— غلط خبر کیسی؟

پہلا ——— حیدرآباد میں ایسی خدمت ہے نہیں۔ پھر توسیع کیسی؟

دوسرا ——— واہ دوست۔ تمہارے معلومات تو بیرونی اخبارات سے بھی کم معلوم ہوتے ہیں۔

پہلا ——— وہ کیسے؟

دوسرا ——— حیدرآباد میں اس نام کا عہدہ تو ضرور ہے۔

پہلا ——— اچھا یہ بات ہے۔ سڑکوں کی حالت دیکھ کر میرا خیال ہو گیا تھا کہ شاید ایسا کوئی عہدہ موجود نہیں ہے۔

ایک سیرآئی سی ایس افسر کو کسی صوبے کے گورنر نے محض اس بنا پر تنزل کر دیا کہ افسر مذکور نے اپنی بیوی کو خط لکھتے ہوئے اس میں بعض ایسے امور کا تذکرہ کیا تھا جو اغراض امن کے لئے نامناسب تھے۔ (ایک خبر)

اب جبکہ انسداد رشوت ستانی کی اسکیم منظور ہو چکی ہے ہمیں تو تعجب ہے کہ ہمارے عہدہ داروں کی بیویاں بہت احتیاط سے گفتگو فرماتی ہیں۔ یہ زمانہ تحمل یا خودنمائی کے لئے سازگار نہیں۔

سوامی جی کے استعفے کے بعد تیار شدہ ملت کی بقا و استحکام کے لئے دعائیں ضروری ہو چکی ہیں۔ مجلس علمائے دکن اور جمعیت المشائخ براہ کرم توجہ فرمائیں۔

دارالعوام میں دو معزز ارکان پارلیمنٹ میں گھونسہ بازی ہو گئی۔ (ایک خبر)

ہم مجلس بلدیہ حیدرآباد کو مبارکباد دیتے ہیں۔

جنگ کا اہالیان افریقہ و ہندوستان پر

اس عنوان کے تحت بمبئی کے پروفیسر ٹی۔ رین وکیل نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کی قیمت چار روپے کلدار ہے۔ اس کتاب کی خریدی کی وجہ سے ہمارے اہالیان پر جو اثر پڑے گا اس پر کون کتاب لکھے گا؟

اخبار "ہندو" مدراس مورخہ یکم اگست میں ایک خاتون نے صنف نازک سے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے۔

"کیا تم محبت کئے جانے کی مستحق ہو؟"

اس کا جواب ہر عورت یہی دے گی "ہاں! ہاں! سو بار ہاں" یہی ایک وہ مسئلہ ہے جس میں عورت کبھی انکار نہیں کرتی۔

مذکورہ بالا مضمون میں خواتین کے طبائع سے متعلق بعض دلچسپ مثالیں درج کی گئی ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک خاتون نے ہونے والی بہو کی منگنی محض اس بنا پر ناپسند کر دی کہ بہو کا قد ساس سے طویل ہو جاتا جو قرین انصاف نہیں۔

(۲) ایک محفل میں ایک حسین خاتون کے خلاف صرف اس بنا پر چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ اس کے طرز و ادا اور زیور میں کافی مناسبت نہیں پائی جاتی تھی۔

(۳) ایک حسین لڑکی کو گو شوہر ملا مالدار بھی تھا محض اس وجہ سے حقوق زوجیت حاصل نہ کر سکی کہ اس کی گفتگو میں طنز اور تیزی پائی گئی تھی، تنقید و اعتراض اس کی فطرت ثانی بن چکی تھی اور مضحکہ اڑانا اس کا دن رات کا شغل تھا۔ کسی نوجوان میں اس لڑکی کو بیوی بنانے کی ہمت نہ ہوئی۔

(۴) ایک لڑکی جو کہ اچھی سینا پرونا اور دیگر امور خانہ داری میں طاق تھی نیز اور پوری خوب کھیلتی تھی۔ گھوڑے کی سواری کرنا، موٹر چلانا اور تیرنا بھی خوب جانتی تھی۔ جامہ زیب بھی تھی اور حسین بھی۔ یہ لڑکی اس وجہ سے کسی کی زوجہ نہ بن سکی جو نوجوان بھی اس کی طرف بڑھتا وہ اس کی ماں اور بہن کو بے اعتراضات بنا دیتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی اپنی ماں اور بہن کے وقار کو اس لڑکی کی خاطر متغیر ہوتے دیکھنے پر آمادہ نہ ہو سکا۔

ان مثالوں کو پڑھنے کے بعد اگر معزز خواتین فریق ثانی کی حماقتوں کا حال لکھنا چاہیں تو یہ ناچیز کالم کشادہ ہو گا۔

"قوم خود مختاری دولت آصفیہ" کے عنوان کے تحت "ترجمان ملت" نے ایک ادارئیے میں یہ تلقین کی ہے کہ "ہمیں ایک قومیت متحدہ بنا لینی چاہئے"۔

یاد ہو گا کہ ایک ہفتہ قبل "ترجمان ملت" نے انجمن طلبائے جامعہ عثمانیہ کا یکسر مذاق اڑانے کی کوشش کی تھی کیونکہ ادارہ "قوم پرستانہ زاویہ نگاہ" رکھتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ آج معاصر موصوف خود اس قوم پرستانہ مسلک کا پرچار کر رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ اس مسلک پر استقامت سے قائم رہے اور اس مسلک کے دوسرے حامیوں کو طعن اور استہزا کا نشانہ نہ بنائے۔

مجلس بلدیہ کے اہالیان نظم و نسق کی تحقیقات کے لئے حکومت نے جو کمیٹی مقرر کی ہے اس کی نسبت مجلس بلدیہ نے ایک قرارداد میں یہ طے کیا ہے کہ:-

چونکہ حکومت سرکار عالی نے قانون بلدیہ کے حدود سے تجاوز کر کے یہ کمیشن مقرر کیا ہے اس لئے مجلس بلدیہ کے متعلق تصفیہ کیا ہے کہ ناظم بلدیہ اور معتمد بلدیہ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ کمیشن کے سامنے اس وقت تک کوئی مواد پیش نہ کرے اور نہ مجلس بلدیہ کا کوئی شخص کمیشن کے سامنے کوئی بیان دے جب تک کہ مجلس بلدیہ اس کی اجازت نہ دے۔

مجلس بلدیہ ایک طرف حکومت کے سامنے شکایتیں پیش کرتی ہے اور دوسری طرف ان شکایتوں کی تحقیقات کا راستہ بند کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجلس خود ہی مدعی اور خود ہی جج بننا چاہتی ہے۔ یہ ہے مقامی حکومت "خود اختیاری"!!

پانچ صدرالمہام اور آٹھ معتمد کافی ہیں

تخفیف مصارف اور بہتر کارکردگی سے متعلق چند تجاویز

(ایک وظیفہ یاب عہدہ دار کے قلم سے)

اب جبکہ حکومت سرکار عالی نے تخفیف مصارف اور اصلاح نظم و نسق کے مسائل کو حل کرنے کا تصفیہ فرمایا ہے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امور عامہ پر غور و فکر کرنے والے بھی اپنے خیالات حکومت تک پہونچادیں تاکہ ان مسائل پر حکومت کو غور و فکر کرنے میں مدد مل سکے۔ اسی اعتبار سے میں یہ مختصر مضمون بہ غرض اشاعت روانہ کررہا ہوں۔

ہمارے نظم و نسق میں ایک بڑی خامی یہ ہے کہ غیر متعلقہ سررشتوں کو یکجا کردیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ دفتری کارروائیوں میں غیر ضروری تعویق پیدا ہوتی ہے اور متعلقہ سررشتہ جات میں وہ ربط و تعاون باقی نہیں رہتا جو اعلیٰ کارکردگی کے لئے ضروری ہے۔ پس یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سررشتہ جات کی از سر نو تقسیم عمل میں لائی جائے۔ میں ذیل میں ایک تجویز درج کررہا ہوں جس میں سررشتہ جات کی باہمی مناسبت کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور تخفیف مصارف کا بھی۔

۱۔ معتمدی سیاسیات ——— ریذیڈنسی سے جملہ مراسلت کے علاوہ اس معتمدی میں امور دستوری، سلطنت عامہ، ملکی، خارجی مسائل، دستوری اصلاحات اور دفتر دیوانی و مال شامل ہوسکتے ہیں۔

۲۔ معتمدی مالیات ——— اس معتمدی کے تحت محکمہ محاسبی، دارالضرب، سکہ، قرطاس، بینک، کوری، ریلوے، امداد باہمی، محکمہ صادر و خزانہ و امن عامہ شامل ہوسکتے ہیں۔

۳۔ معتمدی مالگزاری ——— مالگزاری، آبکاری، جنگلات، کروڑگیری، علیجات، کورٹ آف وارڈس، امداد و قرضہ اور بندوبست۔

۴۔ معتمدی امن عامہ ——— عدالت، مجلس مقننہ، کوتوالی، افواج باقاعدہ و بے قاعدہ، امور مذہبی اور جشن و تقاریب۔

۵۔ معتمدی تعلیمات و صحت عامہ ——— تعلیمات، جامعہ عثمانیہ، طبابت و صحت عامہ، محکمہ آثار قدیمہ، دارالطبع۔

۶۔ معتمدی ترقیات عامہ ——— زراعت، صنعت و حرفت، معدنیات، علاج حیوانات، تنظیم دیہی۔

۷۔ معتمدی تعمیرات، ریل و رسائل ——— تعمیرات، آبپاشی، ٹیلیفون، تار، قوت برقی، آبرسانی، ڈرینیج، اور آرائش بلدہ۔

۸۔ معتمدی بلدیات ——— بلدیات، لوکل فنڈ اور پنچایتیں۔

۹۔ معتمدی باب حکومت ——— اس معتمدی میں اس کے موجودہ فرائض کے علاوہ توشک خانہ عامرہ، سررشتہ عامرہ، انتظار گاہ، خیرات، مبرات، وغیرہ شامل کئے جاسکتے ہیں۔

تفصیلات بالا سے ظاہر ہوگا کہ جہاں دفاتر معتمدی کی تعداد میں کمی ہوگئی ہے وہاں باہمی مناسبت رکھنے والے سررشتہ جات کو یکجا کردیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر میں اس رائے کے اظہار کی بھی جسارت کروں گا کہ معتمدی باب حکومت کو چھوڑ کر جو دراصل معتمد سرکار عالی کی تعریف میں نہیں آتی بقیہ آٹھ معتمدیوں کو پانچ اراکین باب حکومت کے تحت بہ آسانی رکھا جاسکتا ہے بشرطیکہ صدر اعظم بہادر سیاسیات کا قلمدان وزارت اپنے تحت رکھیں۔ دوسرے الفاظ میں صدر اعظم بہادر صدرالمہام سیاسیات بھی رہیں جیسا کہ اب ہے۔ صدر اعظم بہادر کے علاوہ باب حکومت میں صرف پانچ ارکان کافی ہوسکتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) صدرالمہام فینانس

(۲) صدرالمہام مالگزاری

(۳) صدرالمہام امن عامہ

(۴) صدرالمہام تعلیمات، صحت عامہ و ترقیات عامہ

(۵) صدرالمہام تعمیرات، ریل و رسائل و بلدیات

سطور بالا میں دفاتر معتمدین کی جو فہرست دی گئی ہے اس کے ساتھ اگر آپ اراکین باب حکومت کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں تو ظاہر ہوگا کہ صدرالمہام تعلیمات کے پاس معتمدی تعلیمات و صحت عامہ کے علاوہ معتمدی ترقیات عامہ کا کام بھی رہے گا۔ چونکہ یہ جملہ سررشتہ جات قومی تعمیر سے متعلق ہیں اس لئے ایک صدرالمہام کے تحت ان کا رہنا ضروری اور مفید ہوگا۔ اسی طرح صدرالمہام تعمیرات کے پاس معتمدی تعمیرات و ریل و رسائل کے علاوہ معتمدی بلدیات کا کام بھی رہے گا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان دونوں معتمدیوں کا باہمی تعلق کافی قریبی ہے۔ مجوزہ بالا میں اراکین باب حکومت نیز معتمدین سرکار عالی کی تعداد میں اس طرح تخفیف عمل میں لائی گئی ہے کہ ہر کام کا بوجھ بھی دو حصوں میں بٹ جائے اور نوعیت کار میں ربط و مناسبت قائم رہے۔

اگرچہ کمیٹی تخفیف مصارف اس امر کی مجاز نہیں ہے کہ اراکین حکومت کی تعداد یا ان کے مشاہروں سے متعلق تجاویز پیش کرے۔ لیکن میری رائے میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت کمیٹی کی سفارشات بارگاہ خسروی میں بہ غرض منظوری پیش کی جائیں اس وقت خود باب حکومت ان تجاویز پر غور کرکے اپنی رائے عرض کرے۔ قارئین واقف ہیں کہ میسور میں علاوہ دیوان کے ارکان حکومت صرف تین ہیں۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ان تجاویز کا تعلق زمانہ جنگ سے نہیں ہے بلکہ ان کی ترتیب میں عام حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مقامی اخبارات اور پبلک ادارے اس مسئلہ پر اظہار رائے فرمائیں گے۔

وائسرائے کی وداعی تقریر

برطانوی اخبارات کے تبصرے

مانچسٹر ۳۱ اگست۔

اخبار مانچسٹر گارڈین لکھتا ہے۔

"یہ تقریر ایک سیاسی کرتب کی حیثیت سے شاندار تھی۔ وائسرائے نے اپنے عہد ملازمت پر ایسی ترکیب سے تبصرہ کیا کہ اس میں مسٹر گاندھی اور کانگرس کے قائدین کا جو جیل میں ہیں کوئی ذکر تک نہیں آیا۔ اس بات کا بھی ذکر تک نہیں آیا کہ ان لوگوں کو باہر کے قائدین سے ملنے کی ممانعت ہے نیز یہ کہ مسٹر گاندھی کے لئے بھی ان قائدین کو خط لکھنے کی ممانعت ہے۔ اس طرح آخر کب تک کام چلے گا؟

وائسرائے نے خود ہی کہا ہے کہ جنگ کے بعد کا زمانہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے کیا جیسے جیسے یہ زمانہ نزدیک آتا جائے گا ویسے ہی ویسے ہم کانگرس کے قائدین کو شکنجے میں اور زیادہ مضبوطی سے جکڑتے جائیں گے۔ اگر یہی ارادہ ہے تو پھر وائسرائے کے ان میٹھے میٹھے الفاظ کا کیا فائدہ جن میں انہوں نے یکجا ہونے، آپس میں گفت و شنید کرنے اور اس طرح کی بہت سی باتیں کہی ہیں۔ کاش کہ اس سے یہ ثابت ہوجائے کہ وسکاؤنٹ ویول اس سے مختلف طریقے پر سوچکر ہماری موجودہ شکست سے نجات کی کوئی صورت نکال لیں گے۔"

اخبار ڈیلی ہیرالڈ نے لکھا ہے کہ جب لارڈ لنلتھگو ہندوستان پہنچے تھے تو وہاں ان کو اخلاق و آداب، لوگوں سے علحدہ رہنے اور شان دکھانے کی وہ مقدس روایات ترکہ میں ملیں جن کا رواج ایک ایسے زمانہ میں تھا کہ جب وائسرائے کی تعریف یہ سمجھی جاتی تھی کہ وہ ہندوستانیوں کے دلوں میں ہیبت پیدا کرے۔ آج بہت سے ہندوستانی وائسرائے کی کرسی کی طرف دہشت سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے اس کو

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱

زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم

پریس نوٹ

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کو تقویت دینے کے لئے سال رواں میں (۱۰۰) تالابوں کی مرمت کی گئی ہے جن سے تقریباً دس ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہوسکے گی۔ ان تالابوں کی مرمت پر بارہ لاکھ پندرہ ہزار روپے صرف ہوئے ہیں۔ بارش کا موسم ختم ہونے کے بعد شکستہ تالابوں کی بھرائی کا کام جاری کیا جائے گا۔

جو کاشتکار ربیع اراضی پر کپاس کے بجائے غلہ کی کاشت کریں گے انہیں (۲) روپے فی ایکڑ کے حساب سے امداد دی جائے گی۔

چاول کی کاشت کے لئے بہتر قسم کے تخم تقسیم کئے جائیں۔ اس چوبیس لاکھ ایکڑ اراضی کے لئے کافی ہوں گے۔ اسی طرح گیہوں چنا اور جوار کے تخم بھی تقسیم کئے جارہے ہیں جن کی وجہ سے پچاس ہزار ایکڑ پر گیہوں ستر ہزار ایکڑ پر چنا اور ڈھائی لاکھ ایکڑ پر جوار کی کاشت ممکن ہوسکے گی۔

اس کے علاوہ ڈیڈی پراجکٹ کے تحت بلکہ آبپاشی کے ذریعہ فصل پیدا کرنے کے لئے جوار کی مقامی اقسام کے تخم بھی تقسیم کئے جارہے ہیں اور ان کاشتکاروں کو اراضی پر آب پاشی کے محصول میں (۵۰) فیصد معافی بھی دی جائے گی۔ یہ احکام بھی جاری کئے گئے ہیں کہ ڈیڈی پراجکٹ کے تحت صرف غلہ کی کاشت کی جائے اور دوسری اشیاء کی کاشت ممنوع قرار دی جائے۔ اس سکیم کے تحت جو کاشت ہوگی اس کے لئے سررشتہ زراعت تقاوی کی صورت میں تخم اور کھاد فراہم کرے گا۔

چاول کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے آئندہ فصل میں نظام ساگر پراجکٹ کے تحت ہونے والی کاشت کو عارضی طور پر علاقہ آرمور تک وسعت دی جائے گی۔

علاقہ کورٹ گیر میں گیہوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوگیا ہے۔ اب نظام ساگر کے علاقے میں بھی دس ہزار ایکڑ اراضی گیہوں اور جوار کی کاشت کے لئے مختص کردی گئی ہے۔

تعلقہ چار ریڈی میں جلا پور کے تالاب میں رخنہ ڈالا جارہا ہے تاکہ فصل ربیع کی کاشت میں کوم کیا جاسکے اور پوچارم کے نالہ کا رخ بھی بدلا جارہا ہے تاکہ جلا پور کے تالاب سے سیراب ہونے والی اراضیوں کے لئے پانی حاصل کیا جاسکے لیکن اس کے نتائج شکستہ دن میں برآمد ہوں گے۔

تعلقہ مدھیرہ میں بیدپلی کے تالاب کے ذریعہ کافی وسیع رقبہ پر چاول کی کاشت ہوگی جس کے لئے سررشتہ زراعت بطور تقاوی تخم اور کھاد فراہم کر رہا ہے۔

تابی فصل کے تحت رقبہ کو وسعت دینے کے لئے کنٹا وم راما گنڈم پدم اور نیہم گمن پور سے سیراب ہونے والی زمینوں پر چاول کی کاشت کے امکانات دریافت کئے جارہے ہیں۔

تعلقہ مدہول میں سرپلا کے تالاب سے سیراب ہونے والے علاقہ میں اضافہ کرنے کے خیال سے محکمہ تعمیرات عامہ ایک نہر تعمیر کر رہا ہے۔

روڈی پراجکٹ سے سیراب ہونے والے تمام علاقوں کو زیر کاشت لانے کے لئے سررشتہ زراعت کی جانب سے کاشتکاروں کے واسطے تخم اور کھاد فراہم کی جارہی ہیں۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت سررشتہ تعمیرات کوئل ساگر چندر دانگو ماسیر اور خیر کے ذخائر آب کی تعمیر کا کام عنقریب شروع کرے گا۔

ضلع رائچور میں پشتوں کی تعمیر کا کام جلد ختم کرنے کی تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں۔

زیادہ سے زیادہ پرمیوک اور خارج کاشت اراضیات کو بھی زیر کاشت لانے کی فوری تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ضلع عادل آباد کے محصورہ جات کے قابل کاشت حصول سے استفادہ کرنے کے امکانات بھی دریافت کئے جارہے ہیں۔

تمام تحصیلداروں کے نام یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ بلا لحاظ سابق قواعد یا گنجائشات کے تالابوں کے تحت تمام قابل کاشت رقبہ اس سال پوری طرح زیر کاشت لایا جائے۔

اسی طرح تمام تالابوں اور کنٹوں سے سیراب ہونے والی زمینات کو زیر کاشت لانے کے احکام بھی جاری کئے گئے ہیں۔ اگر کسی تالاب کا پانی اس پورے علاقے کو سیراب کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو اس صورت میں اس حصہ پر جو سیراب نہیں ہوسکتا فصل تریت یا ربیع کی کاشت کی جائے اور اس پر صرف خشکی دہارا عاید کیا جائے۔

یاد ہوگا کہ تخم اور کھاد کی تقسیم اور کنٹوں کی تعمیر کے لئے اس سال (۳۳) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ جن کی تقسیم حسب ذیل طریقہ پر ہوگی۔

(الف) بہتر اقسام کے چاول کے تخم کی تقسیم — اس مقصد کے لئے (۹) لاکھ روپے کا بے سودی قرضہ منظور کیا گیا ہے۔

(ب) کھاد کے ذریعہ پیداوار میں اضافہ — کاشتکاروں کو مونگ پھلی کی کھلی تقسیم کرنے کی غرض سے (۸) لاکھ روپے کا بلاسودی قرضہ دیا گیا ہے۔

(ج) چاول کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ — چاول کی کاشت کو وسعت دینے کے خیال سے نئے کنٹوں کی تعمیر اور پرانے کنٹوں کی درستی کے لئے (۳) لاکھ روپے بطور تقاوی منظور کئے گئے ہیں۔

(د) گیہوں چنا اور جوار کی بہتر اقسام کے تخموں کی تقسیم — بہتر اقسام کے تخم تقسیم کرنے کے لئے ستر لاکھ بیس ہزار روپے کی بلا سودی تقاوی منظور کی گئی ہیں۔ بلکہ آب پاشی والی فصلوں کے لئے مزارعین کو محصول مالگزاری اور محصول آب پاشی میں (۵۰) فیصد تک معافی دی جائے گی۔

افتادہ اراضیات ایک سے تین سال تک کی مدت کے لئے (۵۰) فیصد مالگزاری معاف کرکے کاشت کے لئے اس شرط پر دی گئی ہیں کہ ان پر صرف غلہ کی کاشت کی جائے۔

مرکزی مجلس تحقیقات زرعی کے تعاون سے سررشتہ زراعت مختلف دالوں اور چاول کی اقسام کو بہتر بنانے اور زیادہ مقدار میں پیداوار حاصل کرنے کی اسکیموں کی ترتیب میں کوشاں ہے۔ خشک اراضی پر کاشت کو ترقی دینے کے بارے میں بھی مزید تحقیقات جاری ہے۔

ادیبوں کی لڑائی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

کے کسی بندی نے اپنی غزل میں گریبان کا قافیہ ڈھونڈ دیا۔ آوازیں بلند ہوئیں گریبان اس کو کہتے ہیں۔ استاد نے پھلا کر گردن کو سنی خیز جنبش دی اور مونچھوں پر تاؤ دے کر رہ گئے۔ مطلب یہ تھا کہ گریبان ایسا پیش کروں کہ دامن بچانا مشکل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شاگردوں کا دور ختم ہوا۔ استادوں کی باری آئی۔ شاگرد سنبھل سنبھل کر بیٹھ گئے کہ اب سے سر کرنے۔ استاد کے بولنے تو ساری غزل نظاموں کے ساتھ سنائی مگر گریبان کے قافیہ پر وارے جوش کے بلاکٹے کہتے دو ہاں۔ آپ سے باہر یا گھروں کی سی کیفیت ہوتی ہے اور بار بار اپنے تازہ شعر پیش کر رہے ہیں۔

میری وحشت اس طرف ہو تیری وحشت اس طرف
تیرے دامن کی جگہ میرا گریباں چاہئے

پسینہ پسینہ ہوئے جاتے ہیں۔ مرنا کا سا عالم ہے۔ مر چکے ہیں کہ اس شعر کے جھنڈے گاڑ کر رہیں گے۔ سننے والے سہمے ہوئے بیٹھے ہیں۔ کچھ دعا کر رہے ہیں۔ کچھ جاگتے کان ڈھونڈ رہے ہیں۔ مگر استاد کا دیوان بیواسطہ کسی طرح ختم ہی نہیں ہوتا۔ آخر کسی نہ کسی طرح غزل ختم ہوگئی۔ ایک طرف نے دم لیا۔ دوسر بخشو دوسرے استاد کی شکل میں برپا ہوگیا۔ گریبان کا قافیہ آتے ہی ایک دم سے بل پڑے۔

تیرے ہاتھوں میں رہا میرا گریباں عمر بھر
آج میرے ہاتھ میں تیرا گریباں چاہئے

داد کے شور میں استاد بھڑک کر سلام کرتے ہوئے پیچھے جاتے ہیں۔ [illegible] معلوم نہیں کب [illegible] سامعین اپنی جان سے بیزار نظر آنے لگے۔ [illegible] کھلے کے تمام سنے بھی پریشان تھے۔ [illegible] دیئے جانے پر [illegible] مخلوقات کی [illegible] اور شرفا مخلوقات کے [illegible] تھا کچھ بند رہا ہے [illegible] دو غزلیں پڑھے [illegible]

مسولینی کا زوال

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

روم پر بمباری کی تھی۔

سرگذشت

ایک لوہار کا بیٹا مسولینی ۲۹ جولائی ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوا۔ .... اس نے اپنی سیاسی زندگی ایک اشتراکی کی طرح شروع کی جس کی پاداش میں اسے سوئزرلینڈ میں جلاوطن کردیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم میں وہ شرکت جنگ کا حامی بن کر قوم پرست جماعت میں شامل ہوگیا اور سوشلسٹ پارٹی سے خارج کردیا گیا۔ زمانہ مابعد جنگ کی زندگی اس نے ایک فسطائی کی طرح شروع کی اور اب شاید گمنامی میں ختم کرے گا۔

سیاست کے ساتھ ساتھ مسولینی نے صحافت بھی شروع کی تھی۔ اٹلی کا مشہور اخبار پوپولو دی اطالیا اسی نے نومبر ۱۹۱۴ء میں نکالا تھا۔ مئی ۱۹۱۵ء میں جب اٹلی نے جنگ میں شریک ہونے کا اعلان کردیا تو وہ غیر سرکاری حیثیت سے فوج میں بھرتی ہوگیا۔ فروری ۱۹۱۷ء میں شدید مجروح ہوا اور صحت پانے کے بعد پھر اخبار نویسی شروع کردی۔

اختتام جنگ کے بعد جب اٹلی کو متوقع فوائد حاصل نہ ہوسکے اور اٹلی میں عام مایوسی کا احساس پیدا ہونے کی وجہ سے انتہا پسندوں کے ہاتھوں بلوے، فسادات اور قتل عام ہونے لگے تو اس نے میلان (MILAN) میں ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو محض چالیس افراد پر مشتمل پہلی فسطائی مجلس قائم کی جس کا مقصد قومی جذبات کی بیداری اور اشتراکیت کی مخالفت قرار دیا گیا۔ ۱۹۱۹ء کے انتخابات عمومی میں اس جماعت کو صرف چار ہزار ووٹ حاصل ہوئے لیکن رفتہ رفتہ یہ تحریک ترقی کرتی گئی۔ ۱۹۲۲ء میں جب اٹلی کے سیاسی حالات ابتر ہوچکے تھے تو ترقی پسند اشتراکیوں نے اقتدار حاصل کرکے کارخانوں پر قبضہ کرلیا اور حکومت اپنے ضعف کی بدولت خاموش رہی۔

اسی زمانہ میں نیپلز کے مقام پر فسطائی پارٹی کا ایک زبردست اجتماع ہوا اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو چالیس ہزار فسطائیت پسندوں نے مسولینی کی زیر قیادت دارالسلطنت روم میں داخل ہوکر حکومت سے عنان حکومت سپرد کردینے کا مطالبہ کیا۔ کمزور حکومت مرعوب ہوگئی اور بادشاہ نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان مسولینی کے سپرد کردیا۔

پہلی وزارت میں فسطائیوں کے علاوہ معدودے چند اعتدال پسند ....

اپوزیشن کے افراد بھی شامل تھے۔ اس موقع پر شرکت پسندوں نے مقابلہ کی کوشش کی لیکن انہیں بھی ناکامی حاصل ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں ایک حکم نافذ کرکے تمام انتخاب میں انہیں لوگوں کو ان کے ماتحت کردیا ....

ایک چوتھائی رائیں حاصل کرکے اسی کی جماعت ۶۰ فیصدی نشستوں پر قابض ہوسکتی تھی۔ چنانچہ اپریل ۱۹۲۴ء کے انتخابات عمومی میں فسطائی جماعت نمایاں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء کو اٹلی کے اشتراکی رہنما میٹیوٹی (MATTEOTTI) کو انتہا پسند فسطائیوں نے قتل کردیا۔ اس حادثہ سے ایک تعطل پیدا ہوگیا۔ اور حزب اختلاف سے وابستہ تمام جماعتوں نے حکومت کا مقاطعہ کردیا۔ یہ مقاطعہ مسولینی کے لئے مفید ثابت ہوا اور اس نے اپنی جماعت کی قوت سے کام لے کر آمرانہ اختیارات حاصل کرلئے۔ ۱۹۲۵ء میں اس نے مخالف جماعتوں کو کچلنا شروع کردیا۔ پارلیمنٹ میں ناقد تمام مراعات مسترد کردیں۔ مخالف رہنماؤں کو گرفتار کرلیا اور فسطائیت کے بہت سے مخالفین اٹلی سے فرار ہوگئے۔

۱۹۲۶ء سے مسولینی فسطائی اصول کے ماتحت عوام کی تعلیم، بحری اور بری افواج کی تنظیم اور اقتصادی تعمیر ایسے اہم مسائل کی جانب متوجہ تھا اور اگرچہ فسطائیت عوام کو شہری آزادی کی نعمت سے محروم رکھتی ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مسولینی کی قیادت میں اٹلی نے ترقی ضرور کی ....

اس نے عرصہ دراز تک اٹلی کی قدیم خارجی حکمت عملی کو برقرار رکھا اور ۱۹۳۴ء تک یورپ میں مغربی حکومتوں کے ساتھ اس کو "وادی ڈینیوب" میں جرمنی کے اثر و اقتدار کو مسدود کرنے کے لئے "اسٹریا فرنٹ" کے نام سے متحدہ حکومتوں کو متفق الرائے بنایا اور جب جولائی ۱۹۳۴ء میں جرمنی نے اسٹریا پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ہٹلر کا مقابلہ کرنے کے لئے اطالوی افواج کو آسٹریا کی سرحد پر بھیج دیا۔

۱۹۳۵ء میں اس نے حبش پر حملہ کیا۔ مجلس اقوام کی سفارشات کے باوجود مغربی حکومتیں اس کو حبش کی تسخیر کے ارادہ سے باز نہ رکھ سکیں اور وہ مغربی حکومتوں سے قطع تعلق کرکے ہٹلر کا حلیف اور موید بن گیا اور اس طرح "محوری طاقتیں" عالم وجود میں آئیں۔ حبش کی تسخیر کے بعد ہٹلر اور سائنر مسولینی کے مابین قائم شدہ تعلقات اور بھی استوار ہوگئے اور دونوں اسپانیہ کی خانہ جنگی میں جنرل فرانکو کو امداد دیتے رہے۔

مارچ ۱۹۳۹ء میں مسولینی نے البانیہ پر قبضہ کرلیا اور اس کے بعد فرانسیسی مقبوضات اور جبوتی اور طرابلس پر اطالوی اقتدار کے تسلیم کئے جانے اور نہر سوئز کے انتظام میں اطالوی حصہ داروں کے شریک کئے جانے کا مطالبہ شروع کردیا۔ مئی ۱۹۳۹ء میں اس نے جرمنی کے ساتھ عسکری معاہدہ کیا اور ایک سال تک غیر جانبدار رہنے کے بعد جون ۱۹۴۰ء میں جرمنی کے حلیف کی حیثیت سے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔

مسولینی اٹلی کا آمر مطلق ہونے کے علاوہ دفتری طور پر وزیر اعظم، وزیر داخلہ، وزیر جنگ، وزیر افواج بحری اور فضائی اور اطالوی شرقی افریقہ کی وزارت پر بھی فائز رہا تھا۔

مسولینی کے خاندانی ....

مسولینی نے گزشتہ سال دو اگست کو کہا تھا کہ

"دوسرا محاذ بہ الفاظ دیگر دنیا کے کسی حصے میں اتحادی فوجوں کا اس کے مقابلہ کے لئے کوئی دوسرا محاذ قرار دے دیں" میں مسولینی کے ساتھ حسن سازی کی ہے وہ مشہور برطانوی مدبرین کے الفاظ میں یہ جانتے ہیں کہ ۱۰ جولائی کا دن تاریخ میں ایک ایسے دن کی حیثیت اختیار کرے گا جس دن ہلا دینے والی اطالوی و امریکی افواج نے یورپ کے قلعہ پر پہلا حملہ شروع کیا۔

دو اگست کے نشریہ میں خود روم ریڈیو نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اٹلی سیاست کے نقطہ نظر سے صقلیہ اور سارڈینیا جو فی الوقت محوری ممالک ہیں اور جو خود مسولینی نے ۱۹۴۰ء میں کہا تھا کہ صقلیہ جو نہایت اچھا ہے کوئی بھی اس پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ موافقت کرے گا۔

مسولینی کی بدنصیبی ہے کہ اس کی اور اس کے فاشسٹی رفیقوں کی پیشین گوئیاں واقعات سے پہلے ہی غلط ثابت ہوئیں۔ یہ صقلیہ ہی کا ذکر ہے اور غالباً اٹلی میں کسی اور جگہ کا نہیں۔

الجھن کی ابتداء

روم کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ یہ الجھن اتوار کی صبح کو شروع ہوئی جب دفاعی وزارت کے ایک جلسہ میں مسولینی نے وہ تجاویز بیان کیں جو ہٹلر نے حالیہ ملاقات میں اسے بتائی تھیں۔ ان تجاویز میں اٹلی سے ایسی قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا تھا کہ بری، بحری اور فضائی محکموں کے نائب مشیرین نے پوری کابینہ سے مشورہ کئے بغیر ان پر عملدرآمد کرنے کی ذمہ داری لینے سے انکار کردیا۔ اور کابینہ نے ایک پرزور مباحثہ کے بعد اس پورے مسئلہ کو بادشاہ کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کردیا۔ اور ان تجاویز کو قبول کرنے سے پرزور الفاظ میں انکار کردیا۔

کہا جاتا ہے کہ ہٹلر کی خاص تجویز یہ تھی کہ روم کے لئے نہ لڑا جائے اور اطالوی سپاہ اطالوی جزیرہ نما کے پورے شمال میں اور نکالی کے جنوبی علاقہ سے ہوکر مشرق سے مغرب کو جانے والے خط پر حقیقی جنگ لڑتی رہے جب تک کہ یورپ کی دفاعی تیاریاں مکمل کرلی جائیں۔

قصور ہندوستانیوں کا ہے

وائسرائے کی وداعی تقریر

نئی دہلی۔ ۲۰ اگست۔ ہندوستان کی مرکزی مجالس قانون ساز کے مشترکہ جلسہ میں آج اپنی وداعی تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے وائسرائے ہز ایکسلنسی لارڈ لنلتھگو نے بیشتر زمانہ میں ہندوستان کے پچھلے ساڑھے سات سال کے سیاسی واقعات پر ایک تفصیلی تبصرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب میں اس جگہ پر آیا ...... اس وقت میرے سامنے سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ صوبائی خود مختاری رائج کر دوں۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ وفاق نافذ کر دوں اور اس عرصہ میں کوئی بات میرا اعتقاد کم نہیں کر سکی ہے۔ آگے چل کر انھوں نے کہا کہ صوبائی خود مختاری کا تجربہ ایک مناسب اور قابل عمل اسکیم ثابت ہو چکا ہے وہ گیارہ میں سے چھ صوبوں میں رائج ہے اور باقی صوبوں میں اس کے رائج نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس درجہ اختیارات اور بڑی ذمہ داریاں دی گئی تھیں وہ یہ ذمہ داری اوڑھنے پر تیار نہیں ہوئے۔ انھوں نے وفاق کی بھی تعریف کی اور کہا کہ جنگ کی وجہ سے اسے ملتوی کر دیا گیا ہے کہ اگرچہ میں اتنی کامیابی نہیں حاصل کر سکا جتنی کہ مجھے توقع تھی تاہم میں نے کئی معاملات میں بڑی بڑی تبدیلیاں کی ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے اپنی توسیع شدہ کونسل کا ذکر کیا جس میں چودہ میں سے گیارہ ارکان غیر سرکاری ہیں اور کمانڈر انچیف کو ملا کر صرف ۴ ارکان یورپی ہیں۔ انھوں نے قومی دفاعی کونسل کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ اس کے ذریعہ مرکز اور صوبوں اور برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں میں رابطہ پیدا ہو رہا ہے۔

ترقی نہ کرنے کا سبب!

وائسرائے نے کہا کہ اس سے اور زیادہ ترقی نہ ہونے کا سبب یہ نہیں ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے دلچسپی اور سرگرمی میں کوئی کمی دکھائی۔ جنگ چھڑنے کے بعد ہی سے ملک معظم کی حکومت نے اور میں نے جماعتوں کے قائدین کو یکجا کرنے کی کوشش کی۔ ہندوستان میں جو اختلافات پھیلے ہوئے ہیں۔ ملک کے ووٹوں اور فرقوں میں جو رقابت پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کو ہر چیز سے آگے رکھنے اور ملک کے مفاد کی خاطر فرقہ وارانہ امور کو پس پشت ڈالنے میں جو ہچکچاہٹ نظر آتی ہے اس کا سبب یہ نہیں کہ ملک معظم کی حکومت ہندوستانیوں کو اختیارات سونپنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ دراصل اس کا سبب یہ ہے کہ ملک معظم کی حکومت اختیارات سونپنے کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ ابھی تک کسی ہندوستانی جماعت نے کوئی تعمیری تجویز نہیں پیش کی ہے۔ یہ سارا بار وائسرائے اور برطانوی حکومت پر ڈال دیا گیا ہے۔ جہاں تک بار کا تعلق ہے ہم اپنے امکان بھر پوری مدد کرنے کو تیار ہیں اور ہم نے اپنے امکان بھر ابھی سے ابھی تجویزیں پیش کر دی ہیں۔ ان تمام تجاویز کو ایک نہ ایک پارٹی نے رد کر دیا۔ لیکن اس ملک میں کسی نے کوئی ایک بھی قابل عمل یا متوازی تجویز نہیں پیش کی۔ اب ہندوستانیوں کو خود ہی کوئی فارمولا نکالنا چاہئے۔

مستقبل کا مسئلہ

لارڈ لنلتھگو نے کہا کہ اصل مسئلہ مستقبل کا ہے اور مجالس مقننہ کے ارکان کو اپنی کوشش اس کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔ انھوں نے کہا کہ جیسا کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں ملک معظم کی حکومت میں جو لوگ تعاون کے خیال سے تعاون کرنا چاہتے ہیں وہ مکمل اور باعزت طور پر تعاون کر سکتے ہیں۔ ملک معظم کی حکومت اور وائسرائے جیسے ابھی تک مدد کرتے رہے ہیں ویسے ہی آئندہ بھی مدد کریں گے اس کا بار ہندوستان پر اس کے لیڈروں پر اس کی قومی زندگی کے مختلف عناصر ہی پر ہے۔ ان عناصر کے باہمی اختلافات اعتماد کی کمی اور اقلیتوں، جماعتوں اور طبقوں کے جائز حقوق کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ کی وجہ سے رکاوٹیں پڑ رہی ہیں۔ برطانوی حکومت اعلان کر چکی ہے کہ جنگ کے ختم پر ہندوستانی ایک ساتھ بیٹھ کر ایسا دستور مرتب کر سکیں گے جس پر ہندوستان کی قومی زندگی کے مختلف عناصر کو اتفاق ہو۔ کیا جب ان مباحث کا وقت آئے گا تو ہندوستان اور ہندوستان والے اس کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟ ملک معظم کی حکومت ہندوستان کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً تجاویز پیش کرتی رہی ہیں اگر وہ ہندوستان کے لئے مجموعی طور پر قابل قبول نہیں ہیں تو ہندوستان کے لیڈر دوسری تجاویز پر غور کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ لیکن اس کا جو بھی بدل تجویز کیا جائے وہ جیسی بھی اسکیم بنائی جائے اسے عملی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اسے ہندوستان کی قومی زندگی کے تمام اہم عناصر کی عام تائید حاصل ہونا چاہئے۔

قلت اور گرانی

ہز ایکسلنسی نے قومی تعمیر کے کاموں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ زراعت میں وسیع ہو گئی ہے اور یہ توسیع کسانوں اور شہر والوں کی صرفی ضروریات کی چیزوں کی کوئی بڑی قربانی کئے بغیر حاصل ہو گئی ہے۔ سر دست اور آئندہ کچھ عرصے کے لئے ہمیں اپنی کوشش تمام قابل حصول ذرائع کو انصرام جنگ کے لئے استعمال کرنے پر وقف کر دینا چاہئے۔ کپڑے کی گرانی کی اسکیم کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہر قسم کے کپڑے کے تھوک اور خردہ نرخ کم ہو گئے ہیں۔ بعض خوردہ فروشی کے بازاروں میں تو یہ نرخ چالیس فیصد سے زائد تک گر گئے ہیں۔ افراط زر کے متعلق ہز ایکسلنسی نے کہا کہ حکومت نے معاشی حالات کو مناسب حد پر متوازن رکھنے کے لئے اپنے امکان بھر تمام کوششیں کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ افراط زر کے خلاف کارروائیاں سکہ اور اشیاء دونوں طرف جاری ہیں حکومت ہند نے قومی زندگی کے ہر شعبہ میں سٹہ بازی اور منافع خوری کو روکنے اور ایسی دوسری [illegible] الجھنوں کو کچل دینے کا بھی پکا ارادہ کر لیا ہے

جانشین کی تعریف

ہز ایکسلنسی نے کہا کہ اب چند ہفتوں میں میں اپنے عہدے کا چارج اپنے جانشین کو دے دوں گا۔ انھوں نے نامزد وائسرائے وسکاؤنٹ ویول کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے لئے وہ ایک ایسے شخص ہوں گے جنھوں نے یہاں ایک طویل اور شاندار زمانہ بسر کیا ہے۔ جو میدان جنگ میں لڑنے والوں کے بڑے بڑے لیڈروں اور نمایاں ترین فوجیوں میں شمار ہوتے ہیں انھوں نے ہندوستان کی ترقی میں لارڈ ویول کی گہری دلچسپی اور ہمدردی کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ جو مشکل زمانہ آنے والا ہے۔ اسلئے کہ اس کے مسائل جنگ کے مسائل سے کم وقت طلب نہیں ہوتے۔ اس میں ان کے عقلمندانہ مشورے ان کے خلوص اور ان کی صاف دلی سے ملک کو اتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا کہ اس کے بیان میں کوئی مبالغہ نہیں ہو سکتا۔

آخر میں وائسرائے نے ہندوستان کے لوگوں

سے جذبہ کی تعریف کی کہ انھوں نے چار سال تک تباہ کن اور پریشان کن جنگ کے باوجود وطنی محاذ کو برقرار رکھا اور جس خوشی تمام مصیبتیں اور سختیاں جھیلتے رہے ۔ انھوں نے اپنے وطن میں نیز میدان جنگ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں اور فخر کے ساتھ مستقبل کی طرف دیکھ سکتے ہیں ۔ (ا ۔ پ)

وائسرائے کی وداعی تقریر

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

دیکھ کر جل جاتے ہیں اور غصہ سے بھر جاتے ہیں اور ان سے بہت زیادہ لوگ ایسے ہیں جو اس کی طرف آنکھ تک نہیں اٹھاتے ۔

آگے چل کر ڈیلی ہیرالڈ نے لکھا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ پھر اپنے پرانے انداز میں ہندوستانی قائدین سے کہا ہے کہ وہ ایک ہو جائیں ۔ وزیر ہند مسٹر امیری کی طرح انھوں نے اس بات پر ایک مرتبہ پھر زور دیا ہے کہ ہندوستان ہی کے لوگ اس کام کو انجام دے سکتے ہیں اس کا بار انہی پر ہے نہ کہ حکومت پر ۔

" مگر جو کچھ ابھی ہوئی ہے اس کے باوجود برطانی حکومت کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ ایک مرتبہ پھر اپنے حصہ کا بار اپنے کاندھوں پر اٹھائے اس مسئلہ پر رائے عامہ کو اپنا اثر ڈالنا چاہئے ۔"

اعظم پریس چار مینار میں طبع ہو کر با نہ سید حسن عثمانیہ از دفتر حکمت ملک پیٹ سے شائع ہوا۔